جگن ناتھ آزاد

اردو

دوسرا ایڈیشن

مکتبۂ قصرِ اردو دہلی

اُردو

جگن ناتھ آزاد

مکتبۂ قصرِ اُردو، دہلی

پہلی بار مارچ ۱۹۵۱ء

دوسری بار دسمبر ۱۹۵۲ء

قیمت آٹھ آنے

پرنٹر :- محبوب المطابع برقی پریس دہلی

پبلشرز :- مکتبۂ قصرِ اردو، اردو بازار- دہلی

اُردو

جو آزاد نے ۱۹ر ستمبر ۱۹۵۰ء کو اُردو مجلس

دہلی کی پہلی سالگرہ کی تقریب پر جب کہ

تقسیمِ ہند کے بعد پہلی بار دہلی میں

انجمن ترقیٔ اُردو (ہند) کی شاخ قائم

ہوئی، خواجہ حسن نظامی کی زیرِ صدارت

ڈیویز ہال میں پڑھی

اِس حقیقت کے نام

کہ اُردُو ہندوستان کی ایک ترقّی یافتہ

اور ترقّی پسند زبان ہے اور ہندوستانی

تہذیب و تمدّن کا باغ اس پھول کے

بغیر کسی طرح مکمّل نہیں سمجھا جا سکتا

پیش نامہ

صرف یہ کہنا بالکل کافی نہیں کہ جگن ناتھ آزاد کی یہ نظم بہت اچھی ہے
میں حال ہی میں آزاد کی شاعری سے آشنا ہوا ہوں۔ گذشتہ اگست میں میں
نے اُن کے کلام کے مجموعہ "بیکراں" پر 'ہماری زبان' میں مختصراً اپنے اِن
تاثرات کا اظہار کیا تھا کہ "آزاد ہندستان کے اِس دُوسرے جنم کے نقیب ہیں
لیکن وہ اس کے قایل نہیں کہ "ایک ہی قدم میرے لئے بس ہے"۔ وہ آزاد ہندستان
کی آزادی سے بھی کچھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔" میرا مطلب یہ تھا کہ
ہماری آزادی کی تکمیل — ذہنی، سماجی اور اخلاقی — ابھی باقی ہے اور اِس
تکمیل کے لیئے "ہماری نئی دنیا کے نئے ادب اور شعر کے نئے پیغمبروں اور نئے
اوتاروں کی ضرورت ہے۔" آزاد کے کلام کا اس قدر گہرا اثر میرے دل پر
اس لیئے پڑا ہے کہ وہ ۱۹۴۷ء کے فرقہ واری فتنہ کی آگ میں گذر کر اور آوارۂ وطن
ہو کر ہندستان آئے اور پھر بھی اُنہوں نے تعصّبات کی اُس گندگی سے اپنا
دامن بچا لیا جس سے آج بہت سے دامن آلودہ ہیں۔ یہ شخصی کردار
کا ایک بہت بلند مقام ہے!! ایک ایسے شاعر کی آواز کو محض شاعرانہ

سخن آرائی تو نہیں کہہ سکتے! وہ تو غیب کی آواز ہے، وہ تو زندگی کی ایک نوید ہے!

یہ نظم جواب شائع ہوتی ہے "اردو زبان کے متعلق آزاد کی بلند نظری کا ایک نقش ہے، جس کی تعریف میں اس لئے نہیں کرتا کہ میری مادری زبان اردو ہے یا میں انجمن ترقی اردو کا سکرٹری ہوں بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ یہ نظم اردو زبان کے ارتقاء کی تاریخ کا ایک جزو ہے اور اس میں ہمیں اس حقیقت کا چہرہ نظر آتا ہے کہ اردو ہمارے ملک کی مشترکہ زبان تھی اور ہے۔ اس کے چہرے کو آج ہمارے ملک کے بہت سے لوگ دیکھنا پسند نہیں کرتے، لیکن تاریخ اور زندگی کی حقیقتوں سے آنکھ بند کر کے انکار کر دینا ان کو باطل نہیں کر سکتا! تاریخ کے گواہ تصنع پسند اور سخن ساز سیاست کی سخت ترین ضربیں کھا کر بھی زندہ رہا کرتے ہیں۔

آزاد کی ذہنی زندگی روشن اور تاباں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایسی ہی رہے گی، گرد و غبار سے پاک! اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ان کے چراغ سے ہزاروں چراغ ہمارے عزیز وطن میں روشن ہوں گے اور ایک دن آئے گا کہ اس ملک میں شاعروں کی شاعری اور ادیبوں کا ادب عوام کی زندگی کا اس طرح آئینہ دار ہو گا کہ پھر عکس کو آئینہ سے جدا نہ کیا جا سکے گا۔

علی گڑھ
۳۰ دسمبر ۵۰ء

(قاضی) محمد عبد الغفار

دیباچۂ طبعِ ثانی

اِس نظم کا دوسرا ایڈیشن میں کسی قدر اضافے کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ اکثر شعراء اور ادباء کے نام جو اصل نظم میں موجود نہیں تھے اب بڑھا دئے گئے ہیں۔ آخر میں ایک تعارف نامہ بھی شامل کر دیا گیا ہے تاکہ جس شاعر اور ادیب کا ذکر نظم میں آیا ہے اُس کے ادبی کارناموں سے بھی پڑھنے والے کو واقفیت ہو سکے

دو باتوں کی جانب یہاں میں خاص طور پر ناظرین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ فن کاروں کے ناموں کے ذکر میں کسی تاریخی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔ جیسے جیسے فن کاروں کے نام خیال میں آتے گئے وہ نظم میں شامل ہوتے گئے۔ تاریخِ ادب کی کسی کتاب کو سامنے رکھ کر شعر کہنا میرے بس میں نہ تھا، اسی لئے ممکن ہے بعض اہم نام اس نظم میں شامل ہونے سے رہ گئے ہوں۔

دُوسری بات ان فن کاروں کی کتابوں کے متعلق ہے۔ کوشش میں نے یہ کی ہے کہ اِن مصنّفوں کی تمام کتابوں کا ذکر آجائے لیکن چونکہ یہ فہرست بھی میں نے اپنی یادداشت سے مرتّب کی ہے لہٰذا اُس کے مکمل ہونے کے متعلق بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا ممکن ہے بعض اہم کتابیں درج ہونے سے رہ گئی ہوں

لیکن چونکہ نظم پیش کرنے کا مقصد مصنّفوں یا کتابوں کے نام گنوانا نہیں ہے بلکہ اس حقیقت کو پیش کرنا ہے کہ اُردو کسی ایک طبقے کی زبان نہیں ہے بلکہ یہ سارے ملک کی زبان ہے اور اس کی پرورش میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے حصّہ لیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ناموں کی کمی بیشی مقصد کی صداقت پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

آزاد

دہلی ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۵۲ء

مجھے فطرت نوا پر پے بہ پے مجبور کرتی ہے

ابھی محفل میں ہے شاید کوئی درد آشنا باقی

اقبال

غالباً یہ ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے۔ انجمن ترقیِ اُردو لائل پور نے علامہ برج موہن کیفی کے اعزاز میں ایک ادبی جلسہ منعقد کیا تھا اور مجھے لاہور سے اس جلسے میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ میں بالعموم مخصوص تقریبوں میں اپنی عام ادبی چیزیں پڑھ دیا کرتا ہوں۔ لیکن اس تقریب کے لئے میں نے خاص طور پر ایک نظم کہی۔ بدقسمتی سے میں جس وقت لائل پور پہنچا تقریب ختم ہو چکی تھی اور میرے میزبان تقریب میں شرکت کے بعد گھر واپس آ چکے تھے۔ مجھے اس محفل میں شریک نہ ہونے کا افسوس ہُوا اور نظم کاغذات ہی میں دھری رہ گئی۔

۱۹۴۷ء میں میں لاہور سے چلا تو اس بے ترتیبی سے کاغذ جمع کئے کہ اکثر کام کی چیزیں، کتابیں، مسوّدے وغیرہ وہیں رہ گئے اور ردّی کاغذات کے پلندے جلدی میں جمع کی ہوئی چیزوں کے ساتھ یہاں دِلّی آ گئے۔ چند ماہ ہوئے یہ کاغذات دیکھ رہا تھا کہ ان میں سے یہ نظم برآمد ہوئی اور اس خیال کے پیشِ نظر کہ نئے حالات میں اس کی اہمیت شاید کم نہیں ہوئی بلکہ پہلے سے بڑھ گئی ہے اسے موجودہ صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ تمہید اس لئے لکھی ہے کہ پڑھنے والے اس نظم کو تازہ نہ سمجھیں، کیونکہ اُردو سے جو توقعات اس نظم میں وابستہ کی گئی ہیں اُن میں سے اکثر پُوری نہیں ہوئیں، ہاں جن جذبات کا میں نے اظہار کیا ہے وہ آج بھی میرے ہیں، اور تقسیمِ ہند اور اس سے پیدا ہونے والے واقعات اُنھیں مجھ سے چھیننے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

دہلی۔ دسمبر ۴۷ء

اردو

سُنا ہے ہند پر یُوں حُکمراں تھی آلِ تیموری

کہ مُلک اک جسم تھا اور اُس میں جاں تھی آلِ تیموری

یہ تھا دورِ آدمیّت کا، شرافت کا، مروّت کا

وطن میں یہ زمانہ تھا، زمانہ امن و راحت کا

ہوئیں شیر و شکر اس طرح دو اقوام آپس میں

کہ پھیلیں ہر طرف ہندوستاں میں پیار کی رسمیں

اکھٹے ہندو و مسلم شریکِ حکمرانی تھے

وطن کے پاسباں مِل جُل کے محوِ پاسبانی تھے

اِدھر بھی اک تمدّن تھا اُدھر بھی اک تمدّن تھا

نظر آیا وطن کی سر زمیں پر اک حسیں نقشہ

نہ کیوں اس گلستاں میں ارتقاء کے پھول پیدا ہوں

جہاں پہلو بہ پہلو دو تمدّن کار فرما ہوں

جہانِ علم پر چمکے مثالِ کہکشاں ہندی

حکومت کی زباں تھی فارسی اپنی زباں ہندی

عنادِل نغمہ آرا تھے ادب کے گلستانوں میں

اضافہ ہو رہا تھا اِس طرح دونوں زبانوں میں

مگر اس میں قباحت کا بھی اک پہلو نظر آیا
عمل کی زندگی میں جو مسلسل مشکلیں لایا

ملے ہندوستانی سے جو باہم ترک و ایرانی
تو مشکل ہو گئی اک دوسرے کو بات سمجھانی

بہت مشکل نظر آیا یہ باہم ربط کا عالم
"زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم"

خلوصِ قلب سے لیکن یہ مشکل حل ہوئی آخر
نئی اک گفتگو کی طرز دونوں کو ملی آخر

وہ طرزِ گفتگو آزاد! کچھ ایسی حسیں نکلی
کہ اِن دونوں زبانوں سے زیادہ دل نشیں نکلی

کیا "اردو" بالآخر وقت نے تجویز نام اِس کا

مروّت اس کا شیوہ تھا جہانگیری تھا کام اِس کا

یہ عقدہ حل کیا جس نے وہ دورِ شہجہانی تھا

یہ دورِ شہجہانی تھا کہ لُطفِ آسمانی تھا

ہمارے دیس کے اُجڑے گلستاں میں بہار آئی

ہوئی اِک طرزِ نَو پر اس وطن میں محفل آرائی

مگر دورِ فلک کو یہ طریقہ ناپسند آیا

محبّت کا، مروّت کا سلیقہ ناپسند آیا

حقیقت ہو گئی پنہاں، فسانے ہو گئے پیدا

لڑائی اور جھگڑے کے بہانے ہو گئے پیدا

نتیجہ یہ ہُوا افسانہ بن کر رہ گئی اُلفت

بس اک ٹوٹا ہُوا پیمانہ بن کر رہ گئی اُلفت

ہوائے وقت نے تاریخ کا جس دم ورق اُلٹا

تو یاروں کی زبانوں پر نظر آیا سبق اُلٹا

نگاہوں میں محبّت کی جگہ نفرت نظر آئی

تجلّی گم ہُوئی چاروں طرف ظلمت نظر آئی

ہُوئے نصرت نصیب اس طرح سے آفت کے پرکالے

محبّت کھیل ہاری اور جیتے دُشمنی والے

یہی وہ دورِ نو ہے جس میں ہم اب سانس لیتے ہیں

اسی کیچڑ کی ندّی میں ہم اپنی ناؤ کھیتے ہیں

یہی وہ دور ہے ورثے میں جو اب ہم نے پایا ہے

کسی سے کیا کہیں کیا ہم نے پایا کیا گنوایا ہے

یہی وہ دور ہے جس پر تمدّن ناز کرتا ہے

اسی کا لمحہ لمحہ عرش تک پرواز کرتا ہے

یہی وہ دور ہے جس کو بڑی جدّت کا دعویٰ ہے

بڑی جدّت کا دعویٰ ہے بڑی ندرت کا دعویٰ ہے

نہ اب وہ پیار کی باتیں نہ وہ اخلاص باقی ہے

نہ اب وہ پینے والے ہیں نہ وہ مے ہے نہ ساقی ہے

صفا و صدق جو مفقود ہیں آج اپنے سینوں سے

کبھی وہ دن بھی تھے ظاہر تھے جب اپنی جبینوں سے

مگر اِک چیز بچھڑوں کو مِلا سکتی ہے جو اب بھی

ہمارے مُلک کی بگڑی بنا سکتی ہے جو اب بھی

مِلا سکتی ہے جو، وُہ صدق کی زنجیر باقی ہے

جو دیکھیں غور سے اے دوست! وہ تعمیر باقی ہے

بِنا رکھّی گئی تھی جس کی دَورِ شاہجہانی میں

مگر افسوس اب یورش ہے جس پر بدگمانی میں

یہ وُہ شے ہے جو لائے ایک مرکز پر حریفوں کو

مئے کہنہ پلائے ایک مرکز پر حریفوں کو

غلط ہے جو سمجھتا ہے اسے اغیار کی بولی

یہ ہے اخلاص کی طرزِ تکلّم، پیار کی بولی

ذرا اے معترض! اک لمحہ کی زحمت گوارا کر

مرے ہمراہ آ، اور بزمِ اردو کا نظارا کر

یہ وہ محفل ہے جس میں برقؔ و چکبستؔ و سرورؔ آئے

کہ جن کے شعر پڑھ کر فکرِ انسانی میں نور آئے

وہ محفل ہے زینت جس کی ہے سرشارؔ کے دم سے

نسیمِ خوش بیاں کی طبعِ گوہر بار کے دم سے

جمالستان کا محرم فراقؔ اس میں نظر آئے

یہ وہ محفل ہے نفتہ سا سخنور جس کو اپنائے

مرے والد سا بھی فن کار اس محفل میں شامل ہے

وفاؔ ایسا فسوں گفتار اس محفل میں شامل ہے

ہری چند اختر اس میں عرش اس میں جوش ہے اس میں

شراب علم و فن کا آج ہر مدہوش ہے اس میں

ہے افسانہ طرازِ بزم گیتی پریم چند اس میں

پر افشاں ہیں نظر کے نغمہ ہائے دردمند اس میں

منوّر جلوہ گر اس میں نظر شعلہ طراز اس میں

اُفق کے دل سے اُٹھے نالہ ہائے جانگداز اس میں

گہر کی آب اس میں مہر کی تابندگی اس میں

عیاں ہے امن کے اشعار کی رخشندگی اس میں

نجم نے او جواہر سنگھ نے اس کو سنوارا ہے

کشن پرشاد سا فن کار اسی گردوں کا تارا ہے

بلندی اوج کے افکار کی ہے جلوہ گر اس میں

یہیں اعجازِ معجز ہے وفا کا ہے اثر اس میں

اسی محفل میں دیکھی اہلِ دل نے دل کی بیتابی

نظر آئی اسی میں گلشنِ مخلص کی شادابی

تسلّی کی نوا اس میں رواں رُوحِ رواں اس میں

مدن کی اور ساحر کی بلندی کا نشاں اس میں

اسی میں کیفِ دیوانہ اسی میں جذبِ پروانہ

اسی محفل کا لکھا صدر نے جوہر نے افسانہ

ہُوا ہنواری آتش بیاں شعلہ طرازاس میں

سُنائے برہمن نے نغمہ ہائے دل نوازاِس میں

یہاں موجود ہے بیدی، اوپندر ناتھ ہے اس میں

کنہیا لال ہے اس میں مہندر ناتھ ہے اس میں

کوشلیا، ساگر اور بلونت سے ہیں پختہ کار اس میں

ہوئے ہیں کرشن سی ہستی کے جوہر آشکار اس میں

مجھے بھی دیکھ میں بھی نغمہ خواں اس انجمن میں ہوں

(مجھے بھی ہے یقیں اس بات کا اپنے چمن میں ہوں)

یہاں ستیارتھی بھی، ریوتی بھی اور دؔرد بھی ہے

یہ محفل اپنی منزل بھی ہے اپنی رہگزر بھی ہے

یہاں مخمور بھی ہے، شاد بھی ہے اور متّل بھی

یہاں ہے تاجور بھی، قنکہ بھی مضطر بھی ڈوگل بھی

اسی محفل میں مُلّا کے سکوں پرور ترانے ہیں

اِسی میں ضو فگن پڑپاش نیدرت کے فسانے ہیں

فسانے اِس میں رہبر کے مضامیں اس میں شیدا کے

ہر اک جانب ہیں رقصاں ولولے شوقِ تمنّا کے

یہ وُہ محفل ہے جس کا صدرِ محفل آج ہے کیفی

ہمارے ملک کے شعروادب کا تاج ہے کیفی

وہ کیفی ناز فرماتا ہے آج اُردو ادب جس پہ

علمبردارِ حکمت کاروانِ فکر کا رہبر

اسی کے دم سے دیکھ آج اس بھری محفل کا نظارا

یہی ہے آسمانِ علم کا رشن تریں تارا

کیفی

سلام اے محسنِ اُردو! سلام اے حامیٔ اُردو

بدل ڈالی ہے تو نے حسن میں ہر خامیٔ اُردو

اسے تو نے کچھ اس انداز سے سانچے میں ڈھالا ہے

کہ اب چاروں طرف اُردو زباں کا بول بالا ہے

بجا ہے گر تجھے معمارِ تعمیرِ ادب کہیے

تجھے فخرِ زبانِ ہند، توقیرِ ادب کہیے

سلام اے حامیٔ اردو! سلام اے محسنِ اُردو!

ترا ہر نقش ہے نقشِ دوام اے محسنِ اُردو!

تری تقریر پر اُردو زباں خود ناز کرتی ہے

تری تحریر پر طرزِ بیاں خود ناز کرتی ہے

اسی کیفی، اسی فخرِ ادب کی ہے زباں اُردو

عداوت کی فضا میں ہے محبّت کا بیاں اُردو

اسے اہلِ وطن دیکھیں نہ ہرگز بدگمانی سے

کہ ڈھل کر آئی ہے یہ زمزم و گنگا کے پانی سے

ریاضِ ہند میں اُردو وہ اک خوش رنگ پودا ہے

جسے خونِ جگر سے ہندو و مسلم نے سینچا ہے

مرے اہلِ وطن یہ آدمیّت کا تقاضا ہے

محبّت کا، حمیّت کا، شرافت کا تقاضا ہے

کہ ہم پامالِ جَورِ آسماں ہونے نہ دیں اس کو

خزاں کے دَور میں وقفِ خزاں ہونے نہ دیں اِس کو

وطن بھی ایک ہے اپنا، زباں بھی ایک ہو اپنی

قفس جب ایک ہے طرزِ فغاں بھی ایک ہو اپنی

برق - مہاراج بہادر برق دہلوی - "مطلع الانوار"۔ حرفِ ناتمام" اور کرشن درپن"
کے مصنّف

چکبست - برج نارائن چکبست - شاعر اور مضمون نگار - شعر میں "صبح وطن" اور
نثر میں "مضامینِ چکبست" آپ کی یادگار ہیں۔

سرور - درگا سہائے سرور - جوانمرگ شاعر۔ "خمخانۂ سرور" اور "جامِ سرور" کے مصنّف

سرشار - رتن ناتھ سرشار - "فسانۂ آزاد" آپ کی لازوال یادگار ہے۔ اس کے علاوہ
آپ نے یہ کتابیں لکھیں۔ "کامنی"، "خدائی فوجدار"۔ "سیرِ کہسار"، "جامِ سرشار" "ہشو" "کڑم دھڑم"،
"بچھڑی دلھن" اور "طوفانِ بے تمیزی"۔

نسیم - دیاشنکر نسیم - جنہوں نے گل بکاؤلی کے قصّے کو نظم کا جامہ پہنایا اور آج یہ
"مثنوی گلزارِ نسیم" ریاضِ اردو کا ایک ایسا پھول ہے جس تک خزاں کی رسائی ممکن نہیں۔ اس کے
علاوہ آپ کی غزلیات کا ایک دیوان بھی موجود ہے۔

فراق - رگھوپتی سہائے فراق - محرمِ جمالیات - عدیم المثال شاعر - بلند پایہ نقّاد -
نظم و نثر میں متعدد کتابوں کے مصنّف - تصانیفِ نظم :- "شعلۂ ساز" - "شبنمستاں" - "رمز و
کنایات" - "روپ" "مشعل" - تصانیفِ نثر :- "اندازے" "اردو کی عشقیہ شاعری" وغیرہم

تفتہ ـــ مرزا ہر گوپال تفتہ ـــ مرزا غالب کے شاگردِ عزیز - اردو اور فارسی
کے قادر الکلام شاعر - اردو میں متعدد نظمیں اور غزلیں کہی ہیں - مجموعۂ کلام مرتّب نہیں کیا -
فارسی میں تضمینِ گلستاں آپ کا ایک جاودانی کارنامہ ہے - چار دیوان فارسی کے اس

کے علاوہ ہیں۔

محرومؔ ــــ تلوک چند محروم ــــ "کلامِ محرومؔ حصّہ اول، حصّہ دوم، حصّہ سوم "گنجِ معانی" اور "رباعیاتِ محرومؔ" کے مُصنّف

وفاؔ ــــ میلارام وفا ــــ اُردو کے نغز گو شاعر۔ "سوزِ وطن" آپ کی سیاسی نظموں کا مجموعہ ہے۔ نثر میں بھی آپ نے متعدد کتابیں لکھی ہیں۔

ہری چند اخترؔ ــــ ہندوستان کا وہ نامور شاعر جس نے غزل کے قالب میں نئی رُوح پھونکی۔ پیغمبرِ اسلام کی شان میں آپ کی نعت اُردو ادب میں ایک غیر فانی مقام رکھتی ہے۔

عرشؔ ــــ بال مکند عرش ملسیانی ــــ پختہ کلام اور منفرد شاعر۔ "ہفت رنگ" اور "چنگ و آہنگ" کے مصنّف

جوشؔ ــــ ابوالفصاحت پنڈت لبھورام جوش ملسیانی۔ اُردو کے بلند پایہ شاعر مستند نقّاد اور ادیب، "بادۂ سرجوش" اور "جنون و ہوش" آپ کے کلام کے دو مجموعے ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی "شرحِ دیوانِ غالبؔ" غالبیات میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

پریم چند ــــ مشہور افسانہ نگار منشی پریم چند
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

نظرؔ ــــ پنڈت یوگ راج نظر سوہانوی ــــ مصنّف "شعلہ زار"۔ اس کے علاوہ آپ نے "کلامِ ربّانی" کے نام سے گیتا کا اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔

منوّرؔ ــــ بشیشور پرشاد منوّر لکھنوی ــــ "کائناتِ دل" کے مصنّف۔ بھگوت گیتا

کا آپ نے "نسیمِ عرفاں" کے نام سے اُردو نثر میں ترجمہ کیا ہے۔ مہاکوی کالی داس کی مشہور تصنیف "کمار سنبھو" اور گوتم بدھ کی تلقینات کا بھی آپ نے نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ نثر میں آپ نے والمیکی رامائن کا ترجمہ کیا ہے۔

نظر —— نوبت رائے نظر —— "خدنگ نظر لکھنؤ"، "اودھ اخبار لکھنؤ" اور "ادیب" الہ آباد کے ایڈیٹر رہے۔ "شامِ جوانی" آپ کا ایک مشہور ناول ہے۔

اُفق —— دوارکا پرشاد اُفق —— اُردو کے نامور شاعر اور ادیب۔ مندرجہ ذیل کتابوں کے مُصنّف ہیں۔ مذہبی کتابیں :- رامائن منظوم۔ رامائن منظوم یک قافیہ۔ ترجمہ نثر رامائن والمیکی۔ ترجمہ مہابھارت بھاگوت مختصر۔ بھگوت گیتا۔ سناتن دھرم پرکاش۔ یہ سناتن دھرم کی تاریخ اور اصول پر ایک مثنوی ہے۔ رام ناٹک۔ کرشن سُدامان۔ علمی و اخلاقی :- آئینۂ قواعد۔ مرقعِ خیال۔ قواعدِ خوشخطی۔ سرمایۂ معلومات۔ مرقعِ کمال، مُرقعِ اخلاق۔

گُھسر —— حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

مہر —— سورج نرائن مہر۔ "کلامِ مہر حصّہ اول، حصّہ دوم" کے مصنف۔ بھگوت گیتا کا آپ نے رُباعیوں میں ترجمہ کیا ہے۔ "چہل درویش" آپ کی رُوحانی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔

امن —— گوپی ناتھ امن۔ اُردو کے نڈر خدمت گزار اور باکمال شاعر۔ "کاروان و منزل" کے مُصنّف۔

نگم — منشی دیانرائن نگم — جن کی خدمات "زمانہ" کانپور کے مدیر کی حیثیت سے کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔

جواہر سنگھ — جواہر سنگھ جوہر - آپ کے کلام کے پانچ دیوان شائع ہوئے لیکن اب ایک بھی نہیں ملتا۔ متفرق غزلیں دستیاب ہوئی ہیں جن سے آپ کی قادر الکلامی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

کشن پرشاد — مہاراجہ سر کشن پرشاد - جن کے نام کے ساتھ اُردو ادب کے ایک اہم دور کی تاریخ وابستہ ہے۔

اوج — گنگا پرشاد اوج بریلوی — دیوانِ اوج آپ نے مرتّب کیا لیکن طبع نہ ہو سکا۔ ان کی زندگی کے بعد یہ نسخہ کہیں کھو گیا۔ اس وقت اُن کی چھبیس اشعار کی ایک غزل موجود ہے جو اُن کی شاعرانہ بلندیوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

معجز — پنڈت دینا ناتھ معجز — گیتا کا ترجمہ مخزن الاسرار آپ کی ماہرانہ فن کاری کی بہت بڑی دلیل ہے۔

وفا — راجہ نول رائے وفا — اُردو اور فارسی دونوں میں فکر کرتے تھے۔ اور دونوں میں دیوان یادگار چھوڑے۔

دِل — کنھیا لال دِل - آپ نے ایک دیوان مرتّب کیا لیکن مکان میں چوری ہوئی، اور چور مال و اسباب کے ساتھ آپ کی بیاض بھی لے گئے۔ بہر طور اُن کی چند غزلیں اس وقت تک موجود ہیں۔

مخلص — رائے رایان آنند رام مخلص — صاحب دیوان شاعر تھے۔ "آب حیات" میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ اس وقت ان کے فقط چار شعر ملتے ہیں

تسلی — رائے ٹیکارام تسلی — "خمخانۂ جاوید" اور عشرت لکھنوی کے تذکرے میں آپ کا کلام موجود ہے۔

رواں — جگت موہن لال رواں — "رباعیاتِ رواں" آپ کا ایک مشہور و معروف مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک مجموعہ نظم و غزل کا ہے اور ایک مثنوی جس میں مہاتما بدھ کی سوانح حیات نظم کی گئی ہے۔

مدن — پنڈت جانکی ناتھ مدن — آپ نے "فلسفۂ الوہیت" کے نام سے گیتا کا ترجمہ کیا ہے۔

ساحر — امرناتھ ساحر — "کفرِ عشق" آپ کا اردو کا اور "چراغِ معرفت" فارسی کا دیوان ہے۔ فیضی کی گیتا اور وشنو پران کا آپ نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

دیوانہ — رائے سرب سنگھ دیوانہ — اردو اور فارسی کے ممتاز شاعر، تین دیوان اردو کے اور چار فارسی کے آپ کی یادگار ہیں۔

پروانہ — راجہ جسونت سنگھ پروانہ — صاحب دیوان تھے، لیکن اب اُن کا دیوان نہیں ملتا۔ صرف چند اشعار باقی رہ گئے ہیں۔

صدر — منشی لچھمن پرشاد صدر — "گنجینۂ صدر" اور "رسالۂ غیر منقوط" کے مصنف آپ کا دیوان "چمنستانِ سخن" کے نام سے شائع ہوا۔

جوہر ـــ مادھورام جوہر ـ مُنیر شکوہ آبادی کے شاگرد تھے اور اپنے وقت کے مسلّم الثبوت شاعر۔

شعلہ ـــ بنواری لال شعلہ ـ دیوان نایاب ہے ـ غزلیں اور کچھ اشعار موجود ہیں۔

برہمن ـ چندربھان برہمن ـ زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

بیدی ـــ راجندر سنگھ بیدی ـــ عہدِ نو کے مشہور افسانہ نگار

اپیندر ناتھ ـــ اپیندر ناتھ اشک ـ اُردو اور ہندی کے نامور افسانہ نگار

کنہیا لال ـــ کنہیا لال کپور ـــ اُردو کے منفرد طنز نگار "شیشہ و تیشہ" ـ "سنگ و خشت" اور "نوکِ نشتر" کے مُصنّف

مہندر ناتھ ـــ آدمی اور سکّے، نئی بیماری اور ہندوستان سے پاکستان تک کے مصنّف۔

کوشلیا ـــ کوشلیا اشک ـــ عصرِ حاضر کی ایک افسانہ نگار

ساگر ـــ رامانند ساگر ـــ "اور انساں مرگیا" آپ کا ایک مشہور ناول ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دو ایک مجموعے افسانوں کے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

بلونت ـــ بلونت سنگھ "سنہرا دیس" "تارو پود" "جوار بھاٹا" اور "خدا کی وصیت" وغیرہ کے مُصنّف

کرشن چندر ـــــ عصرِ حاضر کے معروف ترین افسانہ نگار ـ آپ کی تصانیف کے نام ہر پڑھے لکھے کی زبان پر ہیں ـ

ستیارتھی ـــــ دیوندر ستیارتھی ـــــ ان کتابوں کے مصنف ہیں ـ "میں ہوں خانہ بدوش" "نئے دیوتا" اور "بانسری بجتی رہی" وغیرہ ـ

ریوتی ـــــ ریوتی سرن شرما ـــــ نئے افسانہ نگاروں میں ممتاز حیثیت کے مالک

در ـــــ پریم ناتھ در ـــــ "کاغذ کا واسدیو" کے مصنّف

مخمور ـــــ مخمور جالندھری ـــــ "تلاطم" آپ کی نظموں کا مجموعہ ہے ـ آپ نے متعدد شہرہ آفاق کتابوں کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے ـ

شاد ـــــ نریش کمار شاد ـــــ موجودہ دور کے سب سے کم عمر شاعر ـ "دستک" "فریاد" "بت کدہ" اور "للکار" آپ کی نظموں اور غزلوں کے مجموعے ہیں ـ

متّل ـــــ گوپال متّل ـــــ "دو راہا" آپ کی نظموں کا مجموعہ ہے ـ

تاجور ـــــ تاجور سامری ـــــ نظم و نثر کی متعدد کتابوں مثلاً "جب بندھن ٹوٹے" "اکیلا" ـ "دھرتی کے آنسو" وغیرہ کے مصنّف

فکر ـــــ فکر تونسوی ـــــ شاعر، نقّاد اور طنز نگار ـ "ہیولے" اور "ساتواں شاستر" کے مصنّف ـ

مُضطر ـــــ رام کرشن مضطر کگوڑوی ـــــ مصنّف "حیات و کائنات"

دُگل ـــــ کرتار سنگھ دُگل ـــــ افسانوں کے متعدد مجموعوں کے مصنّف

مُلّاؔ ـــــ آنند نرائن ملّا ـــ اُردو کے کہنہ مشق شاعر۔ "جوئے شیر" آپ کی پچیس برس کی شاعری کا انتخاب ہے۔

پرکاش پنڈت ـــــ مُدیرِ شاہراہ ۔ "میراث" کے مصنّف اور "سُرخ آنچل" کے مُرتّب۔

رہبر ـــــ ہنس راج رہبر۔ "نیا اُفق" آپ کے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ اور "پریم چند" ایک تنقیدی مطالعہ

شیدا ـــــ راجندر ناتھ شیدا ۔ مشہور نقّاد ۔ "مطالعے اور جائزے" آپ کے مقالات کا مجموعہ ہے۔

کیفی ـــــ علّامہ پنڈت برج موہن کیفی ۔ اُردو کے بہت بڑے خادم اور بہت بڑے محسن۔ تصانیف :۔ نظم "کلّیاتِ کیفی"۔ نثر "راج دلاری" (ڈراما) "شہتہ رانا" (ناول)، "خمۂ کیفی" جس میں نثر بھی ہے اور نظم بھی۔

نئے ہندوستان کے عظیم شاعر

جگن ناتھ آزاد

کے کلام کے رُوح پرور مجموعے

بیکراں	ستاروں سے ذرّوں تک	اُردو
پہلا مجموعۂ کلام	دُوسرا مجموعۂ کلام	ایک تاریخی مثنوی
(نیا ایڈیشن)	(نیا ایڈیشن)	(نیا ایڈیشن)
۲/۱۲	۲/۱۲	۱/۸/۰

وطن میں اجنبی	جاوداں
تقسیم ملک کے موضوع پر سینکڑوں اشعار کی ایک معرکۃ آلارا نظم	نئی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ
۲/۱۲	(زیرِ طبع)

آزاد کی شاعری کے متعلق کراچی کے انڈو پاکستان مشاعرے پر تبصرہ کرتے ہوئے "ایوننگ ٹائمز" کراچی نے لکھا۔

The most effective of them was ofcourse Jagan Nath Azad, a very young man born and bred in Isakhel a small town of Mianwali (Punjab). His lyrics were as quivering in their fine and precise expression as his trembling heart. I do not know how much appreciation there is left for Urdu poetry in India but this young poet would be a pride for any rising nation.

آزاد کی یہ تصانیف اور ان کے علاوہ اُس کا نثری کارنامہ

جنوبی ہند میں دو ہفتے

-/۱۱

ملنے کا پتہ

مکتبۂ شاہراہ، اُردو بازار، دہلی